اسلام اور مذاہبِ عالم میں خواتین کا مقام: تقابلی جائزہ

ڈاکٹر محمد زید ملک •

Abstract

The world is still struggling to get the basic human rights while Islam has already given these rights and even more, fourteen centuries ago. What are these rights, the world has yet to know. The uniqueness of Islam in giving rights to the people was that it did not only enact laws containing the human rights rather it literally enforced these laws successfully upon the people and the people happily enjoyed the rights these laws contained.

While talking about the status of women in Islam and other religions, it will be necessary to talk about those rights, if there were any, which the women enjoyed, before the advent of Islam. It will certainly need a careful comparison between the two periods; before and after the blessed coming of Prophet Muhammad, peace be upon him. The author will try to mention the situation of women before Islam in the so called civilized nations of that time, including Persian Empire, Roman empire, India and Arabia, who represented the fire worshippers, Jews, Christians and the Pagans of Arabia. In the end the author will shed light over the social status and the rights Islam gave to women.

• Assistant Professor, King Saud University, Riyadh, Saudi Arabia, Zaidmalik@gmail.com

اسلام اور مذاہبِ عالم میں خواتین کا مقام: تقابلی جائزہ

ڈاکٹر محمد زید ملک

ہم جب اقوام عالم کے سامنے اپنے دین کی بات کرتے ہیں تو ہمارا رویہ معذرت خواہانہ ہوتا ہے۔ اس کی بہت سی وجوہات ہو سکتی ہیں مگر ایک بہت بڑی وجہ جو میری سمجھ میں آتی ہے وہ یہ ہے کہ ہم نیم خواندہ ہیں (Half Educated) ہیں۔

اس کی وجہ ہمارے نظام تعلیم میں دو متوازی دھارے ہیں جو ساتھ ساتھ چل رہے ہیں مگر ایک دوسرے سے لاتعلق، ایک دھارا دینی تعلیم کا ہے جو ہمارے مدارس میں دی جاتی ہے اور دوسرا دھارا جدید تعلیم کا ہے، جو ہمارے کالجوں اور یونیورسٹیوں میں دی جاتی ہے۔ مدارس سے فارغ التحصیل علماء قرآن و سنت کی روشنی سے منور ہیں اور اپنے علم سے جدید دنیا کے مسائل کا حل پیش کر سکتے ہیں مگر مشکل یہ ہے کہ انہیں یہ معلوم نہیں کہ جدید دنیا کے مسائل ہیں کیا؟ اگر چند مسائل کا علم ہو بھی تو جدید دنیا کی متداول زبان سے ناواقفیت انہیں اپنا حل پیش کرنے سے قاصر رکھتی ہے۔ رہے وہ حضرات جو جدید علوم سے آراستہ ہیں، وہ جدید دنیا کے مسائل سے تو واقف ہیں مگر ان کے ہاں ان مسائل کا اسلامی حل موجود نہیں۔

تیسری وجہ یہ ہے کہ ہم اپنی دینی تعلیمات اور اپنے کلچر کو آپس میں گڈ مڈ کر دیتے ہیں۔ عام طور پر ہماری تہذیب و ثقافت، ہمارا کلچر اور ہماری روایات، ہمارے دین کے ہی تابع ہوتی ہیں، مگر کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ ہم اپنے دین کو اپنی بعض بے ہودہ روایات کی بھینٹ چڑھا دیتے ہیں اور انہیں روایات کو دین کا رنگ دے کر ان پر عمل کرتے ہیں اور کرواتے ہیں۔ جب دنیا کے سامنے ہم سے ان روایات کے بارے میں سوال کیا جاتا ہے تو ہم سے کوئی جواب نہیں بن پاتا اور ہمارا رویہ" معذرت خواہانہ بن کے رہ جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں حکم دیتا ہے کہ دین میں مکمل طور پر داخل ہو جاؤ۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا ادْخُلُوا فِي السِّلْمِ كَافَّةً وَلَا تَتَّبِعُوا خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ "

ترجمہ: اے اہلِ ایمان! اسلام میں مکمل طور پر داخل ہو جاؤ اور دیکھو شیطان کے نقشِ قدم پر مت چلنا۔[1]

---

[1] ۔ سورۃ البقرۃ، آیت: 208

اسلام سے پہلے مذاہبِ عالم کا خواتین سے رویہّ :

اگر ہم یہ معلوم کرنا چاہتے ہیں کہ سرور کائنات حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری سے خواتین کو کیا حقوق ملے تو اس سے پہلے یہ جاننا ضروری ہو گا کہ آپؐ کی آمد مبارک سے پہلے اس دنیا میں خواتین کے ساتھ کیا سلوک ہو رہا تھا۔ اس کے لیے ہمیں تاریخ حقوق نسواں پر ایک نظر دوڑانی ہو گی۔

ہندو مت :

ہندو مت دنیا کے قدیم ترین مذاہب میں سے ایک ہے۔ ہندو انڈیا مین خواتین کے ساتھ امتیازی سلوک برتا جاتا تھا، ہندو مت میں بیوی اپنے خاوند کی لونڈی شمار ہوتی ہے اور اس کا خاوند آقا کی حیثیت پاتا ہے۔[2] ایک کٹر ہندو گھرانہ کی عورت اگر بیوہ ہو جائے تو اس کے لیے بہتر یہی ہے کہ اسے اپنے مردہ پتی (شوہر) کے ساتھ زندہ جلادیا جائے اور اس رسم کو "ستّی" کہا جاتا ہے[3]۔ اس عورت کو "زیب" نہیں دیتا کہ وہ خاوند کے مر جانے کے بعد زندہ رہے، اسے بھی مر جانا چاہیے۔

اس کے برعکس اسلام نے عورت کو حکم دیا ہے کہ اگر اس کا خاوند فوت ہو جائے تو وہ چار ماہ اور دس دن تک سوگ منائے اور اس کے بعد اگر چاہے تو کسی سے بھی شادی کر لے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"وَالَّذِينَ يُتَوَفَّوْنَ مِنكُمْ وَيَذَرُونَ أَزْوَاجًا يَتَرَبَّصْنَ بِأَنفُسِهِنَّ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا فَإِذَا بَلَغْنَ أَجَلَهُنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيمَا فَعَلْنَ فِي أَنفُسِهِنَّ بِالْمَعْرُوفِ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ"

2۔ دیکھیے: Haifaa A. Jawad, The Rights of Women in Islam. An-Authentic Approached, Macmillan Press Ltd. London, 1998, p.100

3۔ ستی کی رسم 1987 میں ایک قانون کے ذریعے ختم کی گئی۔ اس قانون کو Commission of Sati Prevention Act 1987 کہا جاتا ہے۔ تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: Monica Chawla Gender Justice- Women and Law in Inida, Deep+Deep Publisher, New Delhi, 2006, p.3.

ترجمہ: جو لوگ مر جائیں تم میں سے اور چھوڑ جائیں بیویاں تو روکے رکھیں وہ اپنے آپ کو (نکاح سے) چار مہینے اور دس دن، پھر جب پوری کر چکیں وہ اپنی عدّت تو نہیں کچھ گناہ تم پر اس اقدام کا جو وہ کریں اپنے حق میں، دستور کے مطابق اور اللہ تمہارے سب اعمال سے باخبر ہے۔[4]

ہندومت میں عورت کو باعثِ شرمندگی تصور کیا جاتا ہے[5]۔ کوشش کی جاتی ہے کہ لڑکی کو پیدائش کے وقت ہی مار دیا جائے۔ تامل ناڈو اور راجستھان وغیرہ جیسی ریاستوں میں ایسے بورڈ اور پوسٹر نظر آتے ہیں جن پر لکھا ہوتا ہے پانچ سو روپے خرچ کریں اور پانچ لاکھ روپے کمائیں۔ یعنی طبی معائنے پر پانچ روپے خرچ کریں اور اگر حمل میں بیٹی ہو تو حمل ضائع کروا کر بیٹی کی پرورش اور بعد ازاں جہیز پر خرچ ہونے والے لاکھوں روپے بچالیں۔ تامل ناڈو کے سرکاری ہسپتالوں کی رپورٹ کے مطابق ہر دس میں سے پانچ بیٹیوں کو قتل کیا جاتا ہے۔[6] انڈیا مین ایک لفظ بطور گالی کے استعمال ہوتا ہے۔ وہاں پر خاص وعام اس لفظ کو گالی ہی سمجھتے ہیں۔ یہ لفظ "سالا" ہے۔ ہندومت کے علاوہ دنیا کے تمام مذاہب اور کلچر اس رشتے کو احترام کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ اردو اور فارسی زبانوں میں اسے "برادرِ نسبتی" کہتے ہیں یا یوں کہ فلاں میرے "سالے صاحب" ہیں۔ انگریزی زبان بولنے والے بھی اس رشتے کو احترام سے دیکھتے ہوئے قانونی بھائی (Brother in Law) کا نام دیتے ہیں۔

صرف ایک ہندو قوم ہی ہے جو اس محترم رشتے کو باعثِ شرم سمجھتے ہوئے اس لفظ "سالا" کو بطور گالی استعمال کرتی ہے۔

مجوسیت:

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری سے پہلے جو اقوام اس دنیا میں آباد تھیں اُن میں دو عظیم سلطنتیں (سپر پاورز) شمار ہوتی تھیں "ایران اور روم"۔

4۔ سورۃ البقرۃ، آیت: 234

5۔ العقاد، عباس محمود، المراۃ فی القرآن الکریم، دار الہلال، قاہرہ، 1959ء، ص: 87۔

6۔ ڈاکٹر ذاکر نائیک، خطبات ڈاکٹر ذاکر نائیک (اسلام میں عورت کے معاشرتی حقوق، دار النوادر، لاہور، 2008، ص 32

آتش پرست ایران میں عورت کی حیثیت ایک قابل فروخت مال(Commodity) کی تھی جیسے آج آپ اپنی گھڑی یا کار وغیرہ کسی کو بھی بیچ سکتے ہیں اسی طرح آپ قدیم ایران میں اپنی بیوی کو بھی فروخت کر سکتے تھے۔[7]

آتش پرست مجوسیوں کے ہاں ان رشتہ داروں سے بھی نکاح کیا جاتا ہے جن سے نکاح تمام دیگر شرائع میں حرام ہے۔

احادیث مبارکہ میں ہمیں اس طرف اشارہ ملتا ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے تمام گورنروں کو خطوط لکھے جس میں مندرجہ ذیل عبارت تھی:

"فرقوا بین کل ذی محرم من المجوس"

یعنی ان تمام مجوسیوں کے نکاح فسخ کر دیے جائیں جنہوں نے ان عورتوں سے نکاح کیے ہوئے ہیں جن سے نکاح کرنا اسلامی شریعت میں حرام ہے۔ [صحیح بخاری، باب الجزیہ، جلد10، ص412]۔

یہودیت:

توریت میں بہت وضاحت کے آیا ہے کہ عورت ایک سزا یافتہ مخلوق ہے جسے اللہ نے عذاب میں مبتلا کیا ہوا ہے۔ توریت میں لکھا ہے:

"پھر اس نے عورت سے کہا کہ میں تیرے دردِ حمل کو بہت بڑھاوں گا۔ تو درد کے ساتھ بچے جنے گی۔"

[کتابِ مقدس، پیدائش، باب 3، آیت16]۔

جبکہ قرآن اسی تکلیف کو عورت کی عظمت قرار دیتا ہے۔ ارشاد باری تعالی ہے:

ووصینا الإنسان بوالدیه حملته أمه وهنا علی وهن وفصاله فی عامین أن اشکر لی ولوالدیك

7 - دیکھیے: مودودیؒ ابو الاعلی، پردہ، اسلامک پبلی کیشنز لمیٹڈ، لاہور، 1976ء، ص2۔

"اور ہم نے انسان کو حکم دیا کہ اپنے والدین سے اچھا سلوک کرے، اس کی ماں نے اسے حمل کی حالت میں اٹھایا مشقتیں جھیلتے ہوئے، اور دو سال تک دودھ پلایا۔ ہم نے اسے نصیحت کی کہ شکر گزار رہ میرا اور اپنے والدین کا۔" [سورہ لقمان، آیت14]۔

عیسائیت:

رومن ایمپائر عیسائیت کی علمبردار تھی، عیسائیت میں عورت کو برائی کی جڑ سمجھا جاتا ہے[8]۔ عیسائیت یہ پرچار کرتی ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کو جنت سے نکالنے میں عورت کا ہاتھ تھا[9] جبکہ قرآن کریم نے واضح الفاظ میں بتادیا ہے کہ حضرت حوا علیھا السلام اور حضرت آدم علیہ السلام دونوں کو شیطان نے بہکایا اور دونوں اس کے دھوکے میں آئے اور پھر دونوں نے اللہ کے حضور گڑ گڑا کر معافی مانگی اور اللہ نے معافی عطا کی۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

" فَأَزَلَّهُمَا الشَّيْطَانُ عَنْهَا فَأَخْرَجَهُمَا مِمَّا كَانَا فِيهِ "

ترجمہ: پھر پھسلا دیا ان دونوں کو شیطان نے اُس درخت کی ترغیب دے کر، بالآخر نکلوا دیا دونوں کو اس عیش و آرام سے، جس میں وہ تھے۔[10]

سورۃ الاعراف میں ارشاد ہوا:

"وَقَاسَمَهُمَا إِنِّي لَكُمَا لَمِنَ النَّاصِحِينَ ﴿٢١﴾ فَدَلَّاهُمَا بِغُرُورٍ فَلَمَّا ذَاقَا الشَّجَرَةَ بَدَتْ لَهُمَا سَوْءَاتُهُمَا وَطَفِقَا يَخْصِفَانِ عَلَيْهِمَا مِن وَرَقِ الْجَنَّةِ وَنَادَاهُمَا رَبُّهُمَا أَلَمْ أَنْهَكُمَا عَن تِلْكُمَا الشَّجَرَةِ وَأَقُل لَّكُمَا إِنَّ الشَّيْطَانَ لَكُمَا عَدُوٌّ مُّبِينٌ ﴿٢٢﴾ قَالَا رَبَّنَا ظَلَمْنَا أَنفُسَنَا وَإِن لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُونَنَّ مِنَ الْخَاسِرِينَ ﴿٢٣﴾"

8۔ دیکھیے: العقاد، المرأۃ فی القرآن الکریم، دار الہلال، قاہرہ، 1959ء ص87

9۔ دیکھیے: بائبل، کتاب پیدائش، باب ۳، آیت 1-16

10۔ سورۃ البقرۃ، الآیۃ: 36

ترجمہ: اور قسم کھائی شیطان نے ان دونوں کے سامنے کہ یقین کرو میں تم دونوں کا حقیقی خیر خواہ ہوں۔ پھر رفتہ رفتہ اپنے ڈھب پر لے آیا ان دونوں کو دھوکہ دے کر۔ پھر جب چکھا ان دونوں نے مزہ اس درخت کا، تو کھل گئے ان کے سامنے ان کے ستر اور لگے وہ ڈھانپنے اپنے آپ کو جنت کے پتوں سے اور پکارا انہیں ان کے رب نے کیا نہیں روکا تھا میں نے تمہیں اس درخت کے پاس جانے سے؟ اور (نہ) کہا تھا تم سے کہ یقیناً شیطان تم دونوں کا کھلا دشمن ہے؟ وہ دونوں بولے اے ہمارے رب ظلم کیا ہم نے اپنے اوپر اور اگر نہ بخشا تو نے ہمیں اور (نہ) رحم فرمایا ہم پر تو یقیناً ہو جائیں گے ہم خسارہ اُٹھانے والوں میں سے"۔(11)

رومن ایمپائر میں خواتین کو حقوق ملکیت سے محروم رکھا گیا تھا(12)۔ آتش پرست ایران کی طرح عیسائی رومن ایمپائر میں بھی خاتون بذات خود مرد کی ملکیت شمار ہوتی تھی(13)۔ مشہور سماجی عالم (Socialogist) ہربرٹ سپنسر (Herbert Spencer) اپنی کتاب (Sociology) میں لکھتا ہے۔

"فرانس میں سن 586ء میں ایک سمپوزیم (Symposium) ہوا جس کا عنوان یہ تھا کہ آیا عورت ایک ذی روح مخلوق ہے یا اس میں روح کا وجود نہیں بلکہ یہ ایک ایسی مخلوق ہے جسے صرف مردوں کی خدمت کے لیے پیدا کیا گیا ہے؟(14)

چند دنوں کی طویل بحث و تکرار کے بعد تمام عیسائی علماء کا اس بات پر اتفاق ہوا کہ عورت ذی روح نہیں ہے بلکہ یہ ایک ایسی مخلوق ہے جسے صرف مردوں کی خدمت کے لیے پیدا کیا گیا ہے۔(15)

برطانیہ میں عورتوں کو جائید اد رکھنے اور اس کی خرید و فروخت کا حق 1870ء میں دیا گیا۔(16)

11۔ سورۃ الاعراف، آیت: 21-23

12۔ مودودی، ابوالاعلیٰ، پردہ، اسلامک پبلی کیشنز لمیٹڈ، لاہور، 1976، ص2

13۔ حوالہ بالا

14۔ ڈاکٹر ملک غلام مرتضیٰ، Socio Economic System of Islam ص229

15۔ العقاد، المرأۃ فی القرآن الکریم، ص87

16۔ ڈاکٹر ذاکر نائیک، خطبات ڈاکٹر ذاکر نائیک، دارالنور، لاہور، 2008ء، ص: 25

امریکہ، جو اس وقت مہذب دنیا کا سردار شمار ہوتا ہے، وہاں 1920ء تک خواتین کو یہ حق حاصل نہیں تھا کہ وہ ووٹ کے ذریعے اپنی رائے دے سکیں۔ امریکی آئین میں ایک خصوصی ترمیم 1920ء میں کی گئی جس کی رُو سے خواتین کو ووٹ کا حق دیا گیا[17]۔

اس کے برعکس ہم حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت مطہرہ کا مطالعہ کرتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خواتین سے بیعت لی انہیں سیاسی عمل میں شامل رکھا،[18] اور خواتین سے اہم معاملات میں مشورہ فرمایا۔ آغاز نبوت سے لے کر وصال تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ازواجِ مطہرات سے مشورہ فرمایا۔ حضرت خدیجہ، حضرت عائشہ اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنھن کے مشورے بہترین مثالیں ہیں۔ آغاز وحی کے فوراً بعد جس ہستی نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ڈھارس بندھائی، آپ کو تسلی دی اور حوصلہ افزائی کی وہ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنھا کی ذات بابرکات ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنھا کے بارے میں فرمایا:

"فضل عائشة على النساء كفضل الثريد على سائر الطعام"

ترجمہ: عورتوں پر عائشہ کی فوقیت ایسے ہی ہے جیسے تمام کھانوں پر ثرید کو فوقیت ہے۔[19]

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنھا کے بارے میں جو واقعہ نقل ہوا ہے وہ انسانی عقل کو حیران کر دیتا ہے۔ صلح حدیبیہ پر دستخط کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلان فرمایا کہ ہم عمرہ نہیں کر رہے ہیں اور یہ کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اپنے احرام اتار دیں اور سر منڈوالیں، یہ خبر صحابہ کرامؓ پر بجلی کی طرح گری، غم اور پریشانی کا یہ عالم تھا کہ صحابہ کرامؓ سکتے میں آگئے اور انہیں کچھ سمجھ نہ آرہی تھی کہ کیا کریں۔ سر منڈوانے کا حکم سننے کے بعد بھی صحابہ کرام اپنی جگہوں پر بیٹھے رہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب یہ حال دیکھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر گراں گزرا، آپ اپنے خیمے میں تشریف لائے اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنھا سے ذکر کیا کہ صحابہ کرام نے آپ کی بات سنی مگر عمل نہیں کیا۔ حضرت ام سلمہؓ نے عرض کی کہ یا رسول اللہ آپ صحابہ کرام کے

17۔ آئین ریاست ہائے متحدہ امریکہ، ترمیم نمبر 19، ترمیم نمبر 19 کا متن یوں ہے:

Ammendment xix:
(The Proposed amendment was sent to the States June 4, 1919, by the Sixth Congress. It was ratified Aug. 18, 1920.)
[The right of citizen to vote shall not be denied because of sex.]

18۔ خواتین سے بیعت کا ذکر قرآن مجید میں بھی آیا ہے، دیکھیے سورۃ الممتحنہ، آیت: 12

19۔ امام بخاری، صحیح بخاری، کتاب الاطعمہ، باب الثرید، حدیث نمبر 7:329/245۔

سامنے تشریف لے جائیں اور اپنے نائی کو حکم دیں کہ آپ کے سر کے بال مونڈے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنھا کے اس مشورہ پر عمل فرمایا اور آپؐ کو دیکھتے ہی تمام صحابہ کرامؓ نے بھی اپنے اپنے سر منڈوائے[20]۔

امریکہ میں 2005ء میں بیورو آف جسٹس نے کچھ اعداد وشمار نشر کیے۔ ان کی تحقیق کے مطابق سن 2005ء میں جتنی خواتین قتل ہوئیں، ان میں ایک تہائی خواتین وہ بیویاں تھیں جنہیں ان کے خاوندوں نے گھریلو تشدد سے قتل کر دیا تھا[21]۔

روس میں ہر سال چودہ ہزار (14000) خواتین گھریلو تشدد سے قتل کی جاتی ہیں، یعنی تقریباً ہر گھنٹے میں ایک عورت اپنے خاوند کے ہاتھوں قتل ہوتی ہے۔ یہ اعداد وشمار بھی سن 2005ء کے ہیں۔[22]

اب آیئے اور دیکھیں کہ ہمارے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے خواتین کے ساتھ حسن سلوک کے بارے میں کیا ارشاد فرمایا۔

بیوی کے بارے میں ارشاد ہوا:

"خیرکم خیرکم لأهله وأنا خیرکم لأهلي"

ترجمہ: تم میں بہترین وہ ہے جو اپنی بیوی کے ساتھ حسن سلوک میں بہترین ہے اور میں تم سب میں اپنے اہلِ خانہ کے ساتھ حسن سلوک میں بہترین ہوں۔[23]

20۔ توکلی، نور بخش، سیرت رسول عربی، انگلش ترجمہ، ص: 420، ادارہ الاویس، لاہور، سن ندارد۔

21 - www.now.org (national Organization for Women)

نیشنل آرگنائزیشن فار وومن، خواتین کے حقوق کا ادارہ ہے جو امریکہ میں رجسٹرڈ ہے۔ اس ادارے نے امریکی بیورو آف جسٹس کے مندرجہ ذیل اعداد وشمار کو نقل کیا ہے:

In 2005, 1,181 women were murdered by an intimate partner. This is an everage of three women every day. Of all the women murderd in the United States, about one-third were killed by an intimate partner.

22 - You Tube: One women Killed by domestic violence every hour in Russia.

23۔ امام طبرانی نے اس حدیث کو اسناد حسن سے روایت کیا ہے۔

مزید فرمایا کہ تمہاری بیویاں تمہارے پاس اللہ کی امانتیں ہیں، ان سے حسن سلوک کرو[24]۔ بعض صحابیات ؓ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے خاوندوں کی شکایت کی کہ وہ ان پر ہاتھ اٹھاتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا، وہ مردوں میں بہترین نہیں ہیں۔[25]

ماؤں کے بارے میں ارشاد ہوا۔

"الزم رجلها فثم الجنة"

اپنی ماں کے قدموں میں پڑے رہو، جنت وہیں ہے۔[26]

بیٹیوں کے بارے میں فرمایا کہ جس شخص نے اپنی تین بیٹیوں کی اچھی تعلیم وتربیت کی اور ان کی شادی کی، اس شخص کے لیے جنت کی بشارت ہے۔ ایک شخص نے پوچھا کہ یارسول اللہ! میری دو بیٹیاں ہیں، کیا میرے لیے بھی یہ بشارت ہو سکتی ہے؟ آپؐ نے فرمایا کہ ہاں تمہارے لیے بھی یہی بشارت ہے۔ ایک دوسرے شخص نے پوچھا کہ یارسول اللہ میری ایک ہی بیٹی ہے، کیا میں بھی اس بشارت کا مستحق ہوں؟ آپؐ نے فرمایا جی ہاں تمہارے لیے بھی یہی بشارت ہے۔[27]

ایک خاتون جو مسجد نبوی کی صفائی کیا کرتی تھی، فوت ہوگئی، رات کا وقت تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم آرام فرما رہے تھے، صحابہ کرام نے آپؐ کو جگانا مناسب نہ سمجھا اور اسے رات میں ہی دفنا دیا۔ اگلے روز جب آپؐ نے اُس خاتون کے بارے میں دریافت فرمایا اور آپؐ کو معلوم ہوا کہ اسے دفنا دیا گیا ہے تو آپؐ اُس کی قبر پر تشریف لے گئے اور اس کے لیے دعا کی۔[28]

جزیرۂ عرب کے بت پرست :

اسلام سے پہلے جزیرہ عرب میں بھی عورتوں کا حال دنیا سے مختلف نہ تھا، عربوں میں بھی عورت کی پیدائش، اس کا وجود اور اس کی پرورش باعث ذلت ورسوائی سمجھا جاتا تھا۔

24۔ صحیح بخاری، کتاب النکاح، باب 80، (انگلش ترجمہ) جلد 7، ص 81، جامعہ اسلامیہ، مدینہ منورہ، سن ندارد

25۔ سنن ابوداؤد، حدیث نمبر 2146، البانی نے صحیح سنن ابی داؤد (3/403) میں اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔

26۔ اس حدیث کو ابو یعلی اور طبرانی نے روایت کیا ہے۔

27۔ سنن ابن ماجہ، ابواب الادب، حدیث نمبر 3670، ص 526، دارالسلام، ریاض، 1999۔

28۔ مسند احمد، جلد 3، ص: 444، دار صادر، بیروت، سن ندارد

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"وَإِذَا بُشِّرَ أَحَدُهُمْ بِالْأُنْثَى ظَلَّ وَجْهُهُ مُسْوَدًّا وَهُوَ كَظِيمٌ، يَتَوَارَى مِنَ الْقَوْمِ مِنْ سُوءِ مَا بُشِّرَ بِهِ أَيُمْسِكُهُ عَلَى هُونٍ أَمْ يَدُسُّهُ فِي التُّرَابِ أَلَا سَاءَ مَا يَحْكُمُونَ"

ترجمہ: اور جب خوشخبری دی جاتی ہے ان میں سے کسی کو بیٹی کی، تو ہو جاتا ہے اس کا چہرہ سیاہ اور غم کھا رہا ہوتا ہے۔ وہ چھپا پھرتا ہے لوگوں سے اس بری خبر پر جو اسے سنائی گئی (سوچتا ہے) کہ کیا رہنے دے اس کو ذلت کے باوجود یا دبا دے اُسے مٹی میں؟ دیکھو تو کیسے برے ہیں وہ فیصلے جو یہ کرتے ہیں۔[29]

اقوام عالم کا یہ رویہ آپ نے ملاحظہ فرمایا جو عورتوں سے روا رکھا گیا، جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہوئے تو آپ نے دنیا کو بتایا کہ عورت کا کیا مقام ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم انسانیت کے لیے بالعموم اور خواتین کے لیے بالخصوص محسنِ اعظم ہیں۔

خواتین کے حقوق جنہیں معلم اعظم صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا کے سامنے پیش کیا۔ ان میں چند نمایاں حقوق مندرجہ ذیل ہیں۔

(1) تشخص:

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری سے خواتین کو اپنا تشخص ملا۔ دنیا کو بتایا گیا کہ عورت بھی ایک انسان ہے، اس میں روح ہے، دل ہے اور جذبات ہیں، اسے صرف مرد کی خدمت کے لیے پیدا نہیں کیا گیا بلکہ اللہ نے مردوں اور عورتوں، دونوں کو اپنی بندگی کے لیے پیدا کیا ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ"

ترجمہ: اور نہیں پیدا کیا میں نے جن و انس کو مگر محض اس غرض سے کہ میری عبادت کریں۔[30]

---

[29] ۔ سورۃ النحل، الآیۃ: 58-59

[30] ۔ سورۃ الذاریات، الآیۃ: 56

(2) حقِ ملکیت:

معلم اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کی بدولت تاریخ انسانی میں پہلی دفعہ عورتوں کو حقِ ملکیت دیا گیا۔ جو کچھ عورتوں کی ملکیت ہے، خواہ اُسے وراثت میں ملا ہو یا کسی تجارت وغیرہ سے وہ اس کی ذاتی ملکیت ہے، خاوند کا اس مال میں کوئی حق نہیں، اسلام سے قبل عربوں میں عورت کو وراثت میں شامل کرنے کا کوئی تصور نہیں تھا۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کے سولہ سال بعد غزہ احد کے موقع پر وراثت کے احکامات نازل ہوئے، واقعہ یہ ہوا کہ غزوہ احد میں جو ستر صحابہ کرام شہید ہوئے ان میں حضرت سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے۔ صحیح بخاری، صحیح مسلم اور سنن نسائی میں حضرت جابر بن عبداللہ روایت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"جاءت امرأة سعد ابن ربيع إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم فقالت يا رسول الله هاتان ابنتا سعد بن الربيع قتل أبوهما معك في يوم أحد شهيداً وأن عمهما أخذ مالهما فلم يدع لهما مالاً ولا ينكحان إلا ولهما مال، فقال يقضي الله في ذلك، فنزلت آية الميراث فأرسل رسول الله صلى الله عليه وسلم إلى عمهما فقال اعط ابنتي سعد الثلثين وأمهما الثمن وما بقي فهو لك"

ترجمہ: حضرت سعد بن ربیع کی بیوی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور کہا یا رسول اللہ یہ سعد بن ربیع کی دو بیٹیاں ہیں، سعد غزوہ احد کے دن آپ کے ہمراہ لڑتے ہوئے شہید ہوگئے تھے، ان لڑکیوں کے چچا نے ان کا سارا مال لے لیا ہے اور بغیر مال کے ان کی شادیاں نہیں ہوسکتیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ اس کا فیصلہ کرے گا، پھر آیت وراثت نازل ہوئی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لڑکیوں کے چچا کو پیغام بھیجا کہ لڑکیوں کو دو تہائی مال دے دو اور ان کی ماں کو آٹھواں حصہ دے دو اور جو بچ رہے وہ تمہارا۔[31]

(3) حقِ انتخابِ شوہر:

معلم اعظم اور محسن انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم نے عورت کو یہ حق دیا ہے کہ وہ اگر عاقل و بالغ ہے تو جس شخص سے چاہے شادی کرلے۔ اس کی زبردستی شادی کرنا حرام ہے، کنواری لڑکی کی شادی ہو یا مطلقہ و بیوہ کی شادی، عورت کی اجازت از بس ضروری ہے۔

---

[31] سنن الترمذی، کتاب الفرائض، حدیث نمبر 3، جلد 2، ص: 417، مکتبہ المعارف، ریاض، 2002ء۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد پاک ہے:

"الثیب تستأمر والبکر تستأذن وإذنها صماتها"

ترجمہ: مطلقہ یا بیوہ کی شادی ہو تو وہ یوں اجازت دے گی جیسے کوئی حکم دیتا ہے، جبکہ کنواری سے صرف اجازت لی جائے اور اس کی خاموشی بھی اس کی اجازت شمار ہو گی۔[32]

سنن نسائی، سنن ابن ماجہ اور مسند امام احمد بن حنبل میں ایک دلچسپ واقعہ نقل ہوا ہے کہ ایک خاتون حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئی اور یوں کہا:

"أن أبي زوجني مع ابن أخيه ليرفع بي خسيسته قال فجعل رسول الله صلى الله عليه وسلم الأمر إليها فقالت: قد اجزت ما صنع أبي ولكن أردت أن أعلم النساء أنه ليس إلى الاباء من شئ"

ترجمہ: میرے والد نے میری شادی اپنے بھتیجے سے محض اس لیے کر دی تاکہ میری شادی کی وجہ سے وہ اپنے چھوٹے مقام کو بلند کر لے۔ یہ سن کر حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس خاتون کو یہ اختیار دیا کہ اگر وہ چاہے تو اس نکاح کو باقی رکھے اور چاہے تو اسے ختم کر دے۔ اس پر خاتون نے کہا جو کچھ میرے والد نے کیا میں اسے اس کی اجازت دیتی ہوں، میں تو صرف عورتوں کو سکھانا چاہتی تھی کہ آباء کو اس قسم کے کام کرنے کی کوئی اجازت یا اختیار نہیں ہے۔[33]

(4) شادی کے بعد اپنا مکمل نام باقی رکھنے کا حق:

یہ انگریز کا نظام ہم پر مسلط ہے کہ شادی کے بعد عورت اپنے والد کے نام سے محروم کر دی جائے اور والد کے نام کی جگہ خاوند کا نام آجائے[34]، اگر عورت کی طلاق ہو جانے کی صورت میں دوسری شادی ہو تو پھر دوسرے خاوند کا نام لگ جائے۔ کبھی وہ مسز چوہدری ہے تو کبھی وہی عورت مسز ملک ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے

32۔ موطا امام مالک، کتاب النکاح، حدیث نمبر 5، اسلامی اکادمی، لاہور، 1402ھ

33۔ سنن نسائی، کتاب النکاح 36، ابن ماجہ: کتاب النکاح 12، مسند احمد: 6/126۔

34۔ صحیح مسلم، کتاب الجنائز، باب استئذان النبی صلی اللہ علیہ وسلم ربہ عزوجل فی زیارة قبر امہ، 3/65۔

عورت کو یہ حق دیا ہے کہ وہ اپنا مکمل نام جو اس کے اور اس کے والد کے نام پر مشتمل ہے تمام زندگی محفوظ رکھے۔ اُمہات المؤمنین ہوں یا دیگر صحابیات، تمام کے نام ان کے والد کے نام پر محفوظ ہیں، عائشہ بنت ابی بکرؓ، حفصہ بنت عمرؓ، زینت بنت جحشؓ اور فاطمہ بنت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر تمام صحابیات کے نام اُن کے والد کے نام سے منسوب ہیں، نہ کہ خاوند کے نام سے۔

(5) حسنِ سلوک کا حق:

اسلام نے عورت کو حق دیا ہے کہ اس کے ساتھ اچھے اخلاق سے بات کی جائے۔ عورت ماں ہو یا بیٹی، بہن ہو یا بیوی، بہو ہو یا ساس، تمام عورتیں، آیا آپ کی رشتہ دار ہوں یا غیر، سب سے حسن سلوک کا حکم ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"وَقَضَى رَبُّكَ أَلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا إِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا إِمَّا يَبْلُغَنَّ عِندَكَ الْكِبَرَ أَحَدُهُمَا أَوْ كِلَاهُمَا فَلَا تَقُل لَّهُمَا أُفٍّ وَلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُل لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيمًا"[35]

ترجمہ: اور فیصلہ کر دیا ہے تیرے رب نے کہ نہ عبادت کرو تم مگر صرف اسی کی، اور والدین کے ساتھ نیک سلوک کرو، اگر پہنچ جائے تمہارے پاس بڑھاپے کو اُن میں سے کوئی ایک یا دونوں تو نہ کہو تم انہیں اُف بھی اور نہ جھڑ کو اُنہیں اور کہو ان سے بات احترام کے ساتھ۔

(الف) ماں کی حیثیت سے خاتون کا مقام:

ام جریج کا واقعہ:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ماں کی گود میں صرف تین بچوں نے گفتگو کی: عیسیٰ بن مریم اور جُریج کے ساتھی نے۔ جریج ایک عبادت گزار شخص تھا، عبادت کے لیے ایک اونچی جگہ بنائی اور اس میں مصروف عبادت رہتا۔ ایک مرتبہ اس کی ماں آئی تو وہ نماز پڑھ رہا تھا۔ ماں نے آواز دی مگر جریج نے دل میں کہا: اے اللہ، نماز پڑھوں یا ماں کو جواب دوں؟ چنانچہ نماز جاری رکھی۔ اس کی ماں نے بد دعا دی کہ اے اللہ: جریج کو اس وقت تک موت نہ آئے جب تک یہ بدکار عورتوں کے چہرے نہ دیکھ لے۔ بعد ازاں بنو اسرائیل میں جریج اور اس کی عبادت کا چرچا ہونے لگا۔ وہاں ایک بدکار عورت تھی، وہ جریج کے پاس آئی، جریج نے کوئی توجہ نہ دی۔ وہ عورت ایک چرواہے کے پاس گئی، اس سے بدکاری کی جس کے نتیجے میں

[35] سورۃ بنی اسرائیل، الآیۃ: 23

اسے حمل ٹھہر گیا جب بچہ پیدا ہوا تو کہنے لگی کہ یہ جریج کا بچہ ہے۔ لوگوں نے جریج کو برا بھلا کہا اور اس کی عبادت گاہ مسمار کر دی، جریج نے وضو کیا، نماز پڑھی اور بچے کے پاس آکر اس کے پیٹ میں انگلی چبھاتے ہوئے کہا: اے لڑکے! تمہارا باپ کون ہے؟ بچے نے کہا: فلاں چرواہا، لوگ یہ کرامت دیکھ کر جریج کو بوسے دینے لگے اور کہنے لگے کہ ہم تمہاری عبادت گاہ سونے سے تعمیر کریں گے۔ جریج نے کہا، نہیں بلکہ جیسے پہلے تھی مٹی کی، ویسے ہی بنا دو۔ چنانچہ لوگوں نے ایسا ہی کیا۔[36]

(ب) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ کا ذکر:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرمایا: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی اماں جان کی قبر کی زیارت کی، خود بھی روئے اور حاضرین کو بھی رُلایا اور فرمایا: میں نے اپنے رب سے اپنی ماں کے لیے استغفار کی اجازت مانگی تو مجھے اجازت نہیں دی گئی، چنانچہ میں نے ان کی قبر کی زیارت کی اجازت مانگی تو مجھے اجازت دے دی گئی، لہذا تم بھی قبروں کی زیارت کیا کرو، اس سے موت یاد آتی ہے[37]۔

(ج) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی رضاعی والدہ کا ذکر:

حضرت حلیمہ سعدیہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی رضاعی والدہ تھیں، امام ابو داؤد نے حضرت ابو الطفیل سے روایت کی ہے، آپ فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جعرانہ میں گوشت تقسیم کر رہے تھے، ایک خاتون آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لیے اپنی چادر مبارک بچھائی، وہ خاتون اس چادر پر بیٹھ گئیں۔ میں نے پوچھا کہ یہ کون ہیں؟ صحابہ کرام نے کہا، یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ ہیں جنہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دودھ پلایا تھا۔[38]

(6) روحانی حق:

اسلام نے عورت کو روحانی حق دیا ہے، یعنی جس طرح مردوں کو حق حاصل ہے کہ وہ عبادت کریں، مساجد میں جائیں، نمازیں پڑھیں اور خطبہ سنیں، عورتوں کو بھی حق حاصل ہے کہ وہ اپنی روحانی تربیت پر توجہ دیں۔

---

[36]۔ بخاری: کتاب احادیث الانبیاء، باب قولہ تعالیٰ: "وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ مَرْيَمَ إِذِ انْتَبَذَتْ مِنْ أَهْلِهَا" ج287/7
مسلم: کتاب البر والصلۃ والآداب، باب تقدیم بر الوالدین علی التطوع بالصلاۃ وغیرھا، ج8، ص3

[37]۔ مسلم، کتاب الجنائز، باب استئذان النبی صلی اللہ علیہ وسلم ربہ عز وجل فی زیارۃ قبر امہ، ج3، ص65

[38]۔ سنن ابو داؤد، کتاب الادب، باب فی بر الوالدین رقم 5144، ج5، ص353

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

"لا تمنعوا إماء الله مساجد الله"

ترجمہ: اللہ کی بندیوں کو اللہ کی مسجدوں میں جانے سے مت روکو۔[39]

(7) معاشی حق:

اسلام نے عورت کو معاشی حق دیا ہے، یعنی اسلام نے مرد پر لازم کیا ہے کہ وہ کمائے اور عورت گھر بیٹھ کر کھائے۔ عورت کوئی بھی ہو، بیٹی، بیوی، بہن یا ماں، اس کا حق ہے کہ اس کا باپ، خاوند، بھائی یا بیٹا اسے کما کر کھلائے۔ ارشاد ربانی ہے:

"الرِّجَالُ قَوَّامُونَ عَلَى النِّسَاءِ بِمَا فَضَّلَ اللَّهُ بَعْضَهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ وَبِمَا أَنْفَقُوا مِنْ أَمْوَالِهِمْ"

ترجمہ: مرد سرپرست و نگہبان ہیں عورتوں کے، اس بناء پر کہ فضیلت دی ہے اللہ نے انسانوں میں بعض کو بعض پر اور اس بنا پر کہ خرچ کرتے ہیں مرد اپنے مال۔[40]

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"۔۔۔دستور کے مطابق نان نفقہ اور لباس مہیا کرنا خواتین کا تمہارے اُوپر حق ہے۔"[41]

(8) حسن معاشرت کا حق:

اسلام نے عورت کو یہ حق دیا ہے کہ اس کے ساتھ احسن طریقے سے رہا جائے۔

ارشاد ربانی ہے:

"وَعَاشِرُوهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ"[42]

ترجمہ: اور اپنی عورتوں کے ساتھ اچھا برتاؤ کرو۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرمایا: ہم قریش کے لوگ اپنی خواتین پر غالب تھے، جب ہم ہجرت کر کے انصار کے پاس مدینہ آئے تو دیکھا کہ کچھ لوگ خواتین کے سامنے بے بس ہیں۔ چنانچہ ہماری خواتین بھی انصاری خواتین کے طور طریقے اپنانے لگیں۔ ایک دن میری بیوی میرے سامنے بولی اور تکرار کرنے لگی، تو

39۔ بخاری، جمعہ، 13، صحیح مسلم، کتاب الصلاۃ، 136، سنن ابوداؤد، کتاب الصلوٰۃ، 52، سنن ابن ماجہ، مقدمہ، 2، سنن الدارمی، کتاب الصلوٰۃ،

40۔ سورۃ النساء، الآیۃ : 34

41۔ صحیح مسلم، کتاب الحج، باب حجۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم، ج4، ص41

42۔ سورۃ النساء، الآیۃ : 19

میں نے اس کا برا منایا، میری بیوی نے کہا، آپ کو میرا جواب دینا کیوں برا لگتا ہے؟ بخدا ازواج رسول تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جواب دیتی ہیں، ان میں سے ایک تو آپؐ سے دن بھر بات چیت بھی چھوڑ دیتی ہے۔ حضرت عمر فرماتے ہیں: میں نے جب یہ بات سنی تو میں اندر سے ہل گیا۔[43]

حافظ ابن حجر فرماتے ہیں:۔۔۔ اس حدیث میں اس بات پر دلالت ہے کہ خواتین پر سختی کرنا ناپسندیدہ ہے، اس لیے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خواتین کے بارے میں انصاری روایات کو اپنایا، اور اپنی قوم (یعنی قریش) کی روایات کو ترک کر دیا۔[44]

(9) جذبات کی قدر کا حق:

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کو یہ حکم دیا کہ وہ اپنی عورتوں کے جذبات کا احترام کریں۔

ارشاد نبوی ہوا: کوئی شخص اپنی بیوی کے پاس اس طرح مت جائے جیسے جانور جاتا ہے، صحابہ نے پوچھا کہ یارسول اللہ ہم اپنی بیویوں کے پاس کیسے جائیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ پہلے بوس وکنار سے اور محبت بھری باتوں سے اپنی بیوی کو جذباتی طور پر تیار کرو[45]۔

اسی طرح ایک اور روایت میں فرمایا کہ اگر تم لوگ سفر پر ہو تو اچانک اپنے گھر نہ لوٹو بلکہ اطلاع دے کر آؤ۔[46]

اس حدیث سے ایک بات تو یہ سمجھ آتی ہے کہ جب آپ اطلاع دے کر گھر آئیں گے تو جذباتی طور پر آپ کی بیوی آپ کے استقبال کے لیے تیار ہو گی، دوسری بات یہ بھی سمجھ میں آتی ہے کہ اگر آپ اچانک گھر لوٹتے ہیں تو آپ اپنی بیوی کے جذبات مجروح کر سکتے ہیں۔ کیونکہ وہ یہ سوچتی رہے گی کہ آپ اچانک گھر آکر کیا معلوم کرنا چاہتے تھے؟

(10) ذہنی نشو و نما کا حق:

معلم اعظم صلی اللہ علیہ وسلم نے عورت کو حق دیا ہے کہ وہ اپنی ذہنی صلاحیتوں کو اجاگر کرے۔ بعض دفعہ ہم لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ اب تو عورت کی شادی ہو گئی ہے اب اسے مزید تعلیم کی کیا ضرورت ہے؟

43۔ فتح الباری، شرح صحیح بخاری، کتاب النکاح، باب موعظۃ الرجل ابنتہ لحال زوجہا ج 11، ص190، صحیح مسلم، کتاب الطلاق، باب فی الایلاء واعتزال النساء، ج4، ص192

44۔ فتح الباری، ج 11، ص202

45۔ امام غزالی، احیاء علوم الدین

46۔ سنن ترمذی، کتاب الاستئذان، باب ماجاء فی کراھیہ طروق الرجل اھلہ لیلاً، حدیث نمبر 2712، جلد نمبر 3، ص:84، مکتبہ المعارف، ریاض 2002ء۔

حقیقت یہ ہے کہ اسلام نے کسی کو یہ حق نہیں دیا کہ وہ عورت کو کسی بھی حال میں تعلیم سے روکے، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بغیر زمان و مکان کی قید کے ایک عام حکم صادر فرمایا۔ ارشاد ہوا:

"طلب العلم فریضة علی کل مسلم و مسلمة"

ترجمہ: علم حاصل کرنا تمام مسلمانوں پر فرض ہے، مرد ہوں یا عورتیں۔[47]

آخر میں بس اتنا عرض کروں گا کہ معلم اعظم صلی اللہ علیہ وسلم پر جو وحی الٰہی، قرآن حکیم کی شکل میں نازل ہوئی وہ دنیا کی واحد آسمانی کتاب ہے جس میں ایک مکمل سورۃ کو خواتین سے منسوب کیا گیا۔ سورۃ النساء کا تحفہ اللہ تعالیٰ نے اس امت کو دے کر اسے ایسی انفرادیت بخشی ہے کہ دنیا کی کوئی قوم ہمارا مقابلہ نہیں کر سکتی۔

بقول علامہ اقبال مرحوم:

اپنی ملت پر قیاس اقوام مغرب سے نہ کر
خاص ہے ترکیب میں قوم رسولِ ہاشمیؐ

Acknowledgement

The researcher would like to thank the Deanship of Scientific Research, King Saud University, Riyadh – Saudi Arabia, for the support offered to this research.

[47] ۔ سنن ابن ماجہ، مقدمہ، 17۔